

معادہ ابراہیمی: تاریخی پس منظر، اہداف، اسلامی دنیا پر اس کے اثرات، چیلنجز اور فقہی آراء- ایک تجزیاتی مطالعہ

The Abraham Accords: A Critical Analysis of Historical Background, Components, Objectives, Impacts on the Muslim World, Challenges, and Jurisprudential Opinions

ڈاکٹر جاوید اقبال: چیف وارنٹ آفیسر، ایجوکیشن سکوڈرن پی اے ایف بیس سمنگلی، کوئٹہ

ڈاکٹر تہمینہ فاضل: اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، وہاڑی کیمپس

ABSTRACT

The “**Abraham Accords**” signed in 2020 between Israel, the United Arab Emirates, and Bahrain — later joined by other countries — mark a significant shift in the political landscape of the Middle East. This research paper provides a critical and analytical examination of the Accords by exploring their historical background, key components, and stated objectives. It investigates the broader geopolitical motivations behind these agreements and analyzes their direct and indirect impact on the Muslim world, particularly on the Palestinian issue and regional unity. The paper also highlights the emerging challenges posed to the Islamic world in terms of ideological division, socio-political realignment, and public opinion. Most importantly, it evaluates the Abraham Accords through the lens of Islamic jurisprudence by reviewing classical and contemporary scholarly opinions on treaties with non-Muslim states, normalization with occupying powers, and the boundaries of political engagement under Islamic principles. This study aims to provide a balanced and scholarly perspective on one of the most consequential diplomatic developments in recent Islamic political history.

Keywords: Abraham Accords, Middle East politics, Israel-UAE relations, normalization, Islamic jurisprudence, Palestine, Arab-Israel conflict, Muslim world, peace treaties, Islamic legal ruling, geopolitics.

تعارف اور تاریخی پس منظر

اسلامی دنیا گزشتہ چند دہائیوں سے سیاسی و سفارتی سطح پر مختلف النوع چیلنجز کا شکار ہے۔ عرب اسرائیل تنازعہ کی تاریخ 1948ء کے بعد سے مسلسل چلی آرہی ہے۔ 1979ء میں مصر نے اسرائیل کو تسلیم کیا، پھر 1994ء میں اردن نے، لیکن اس کے بعد لمبے عرصے تک کوئی عرب ملک اسرائیل کو تسلیم نہ کر سکا۔

معادہ ابراہیمی ایک تاریخی، بین الاقوامی، سفارتی، سیاسی، معاشی اور مذہبی تقارب کے وسیع تر مقاصد پر مبنی معادہ ہے، جس کا ابتدائی اعلان 13 اگست 2020 کو ہوا تھا، جب امریکہ، اسرائیل، اور متحدہ عرب امارات نے ایک مشترکہ بیان جاری کیا جس میں اسرائیل اور متحدہ عرب امارات کے درمیان تعلقات کو معمول پر لانے کا اعلان کیا گیا۔⁽¹⁾

تاہم، اس معاہدے پر باضابطہ دستخط 15 ستمبر 2020 کو واشنگٹن ڈی سی میں وائٹ ہاؤس کے ساؤتھ لان پر ایک رسمی تقریب میں ہوئے۔ اس تقریب میں اسرائیلی وزیر اعظم بنیامین نیتن یاہو، متحدہ عرب امارات کے وزیر خارجہ عبداللہ بن زاید النہیان، بحرین کے وزیر خارجہ عبداللطیف

(1) The White House, Joint Statement of the United States, the State of Israel, and the United Arab Emirates, August 13, 2020. <https://trumpwhitehouse.archives.gov/briefings-statements/joint-statement-united-states-state-israel-united-arab-emirates/>.

بن راشد، اور امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے شرکت کی۔⁽²⁾ بعد میں سوڈان اور مراکش نے بھی اس میں شمولیت اختیار کی۔⁽³⁾ اس معاہدے کا مقصد عرب ممالک اور اسرائیل کے درمیان تعلقات کو معمول پر لانا تھا۔ اس معاہدے کو بنیادی طور پر امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی انتظامیہ نے پیش کیا۔ اس میں کلیدی کردار جیرڈ کوشنر (Jared Kushner) کا تھا، جو ڈونلڈ ٹرمپ کے داماد اور مشیر تھے۔⁽⁴⁾ انہوں نے مشرق وسطیٰ میں امن کے لیے ”Trump Peace Plan“ پر کام کیا تھا۔ اس کے ساتھ مایک پومپئیو (امریکی وزیر خارجہ) اور ایوی برکووٹز بھی اس معاہدے کے معماروں میں شامل تھے۔ یہ معاہدہ سب سے پہلے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے 13 اگست 2020 کو وائٹ ہاؤس میں ایک سرکاری اعلان کے ذریعے دنیا کے سامنے پیش کیا۔⁽⁵⁾ اس کے بعد 15 ستمبر 2020 کو وائٹ ہاؤس میں ایک باقاعدہ دستخطی تقریب منعقد ہوئی، جس میں ڈونلڈ ٹرمپ (صدر امریکہ)، بنیامین نیٹن یاہو (وزیر اعظم اسرائیل)، عبداللہ بن زاہد النہیان (وزیر خارجہ متحدہ عرب امارات) اور عبداللطیف الزیانی (وزیر خارجہ بحرین) نے شرکت کی اور معاہدے پر دستخط کیے۔⁽⁶⁾

سوڈان نے 23 اکتوبر 2020 کو اسرائیل کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کا اعلان کیا، جو امریکہ کی ثالثی سے ہوا۔⁽⁷⁾ 6 جنوری 2021 کو خرطوم میں ایک باضابطہ تقریب میں معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ Justice Minister (وزیر انصاف) نصر الدین عبدالباری انہوں نے سوڈان کی طرف سے امریکی وزیر خزانہ (Steven Mnuchin) کی موجودگی میں ”ابراہیمی معاہدے“ پر دستخط کیے۔⁽⁸⁾

10 دسمبر 2020 کو امریکہ نے اعلان کیا کہ مراکش اسرائیل کے ساتھ تعلقات بحال کرے گا، اور جو اب میں امریکہ نے مراکش کی جانب سے مغربی صحارا پر دعوے کو تسلیم کیا۔⁽⁹⁾ اور 22 دسمبر 2020 کو مراکش کے دارالحکومت رباط میں باضابطہ معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ وزیر خارجہ ناصر بوریو نے مراکش کی طرف سے معاہدے پر دستخط کیے۔ اس موقع پر نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر اسرائیل Meir Ben-Shabbat اور

⁽²⁾ Barak Ravid, “Israel, UAE and Bahrain Sign Abraham Accords at the White House,” *Axios*, September 15, 2020. <https://www.axios.com/2020/09/15/israel-uae-bahrain-abraham-accords-trump>

⁽³⁾ Sudan, Israel Agree to Normalize Relations, Trump Announces,” *Al Jazeera*, October 23, 2020. <https://www.aljazeera.com/news/2020/10/23/sudan-israel-agree-to-normalise-relations-trump-announces>.

⁽⁴⁾ Jared Kushner, “Abraham Accords Are a Paradigm Shift for the Middle East,” *Wall Street Journal*, December 31, 2020. <https://www.wsj.com/articles/abraham-accords-are-a-paradigm-shift-for-the-middle-east-11609457811>.

⁽⁵⁾ The White House, Joint Statement of the United States, the State of Israel, and the United Arab Emirates, August 13, 2020. <https://trumpwhitehouse.archives.gov/briefings-statements/joint-statement- united-states-state-israel-united-arab-emirates/>.

⁽⁶⁾ Ravid, Barak. “Israel, UAE and Bahrain Sign Abraham Accords at the White House.” *Axios*, September 15, 2020. <https://www.axios.com/2020/09/15/abraham-accords-israel-uae-bahrain-trump>.

⁽⁷⁾ “Sudan, Israel Agree to Normalize Relations, Trump Announces.” *Al Jazeera*, October 23, 2020. <https://www.aljazeera.com/news/2020/10/23/trump-announces-sudan-israel-agree-to-normalise-relations>.

⁽⁸⁾ “Sudan, Israel Agree to Normalize Relations, Trump Announces.” *Al Jazeera*, October 23, 2020. <https://www.aljazeera.com/news/2020/10/23/trump-announces-sudan-israel-agree-to-normalise-relations>.

⁽⁹⁾ Ahren, Raphael. “In Rabat, Israel, Morocco Sign First Agreement on Normalizing Ties.” *Times of Israel*, December 22, 2020. <https://www.timesofisrael.com/in-rabat-israel-morocco-sign-first-agreement-on-normalizing-ties/>.

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے سینئر مشیر Jared Kushner بھی موجود تھے۔⁽¹⁰⁾ معاہدہ ابراہیمی جدید مشرق وسطیٰ کی تاریخ میں ایک نمایاں سفارتی تبدیلی ہے، جس نے کئی دہائیوں پر مشتمل عرب اسرائیل کشمکش میں ایک نئی جہت کا اضافہ کیا۔⁽¹¹⁾ اس معاہدے کو امریکہ، خاص طور پر صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی حکومت، کی بھرپور معاونت حاصل ہے۔⁽¹²⁾ ”ابراہیمی“ نام کیوں؟ امریکہ نے اس معاہدے کو ”ابراہیمی“ اس لیے نام دیا تاکہ تینوں الہامی مذاہب (یہودیت، عیسائیت، اسلام) کی مشترکہ نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جوڑا جاسکے۔ لیکن حقیقت میں یہ ایک سیاسی چال ہے تاکہ مذہبی لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو غفلت میں رکھا جاسکے۔⁽¹³⁾ یہ معاہدہ نہ صرف فلسطین کی جدوجہد آزادی پر سوالیہ نشان بن کر ابھرا ہے، بلکہ اس نے اسرائیل جیسے غاصب ریاست کو عرب دنیا میں قبولیت کا راستہ بھی فراہم کیا ہے۔⁽¹⁴⁾ اس تحقیقی مضمون میں ہم اس معاہدے کا مکمل تجزیاتی جائزہ لیں گے۔

اہداف

ظاہری اہداف: مشرق وسطیٰ میں قیام امن، دہشت گردی کا خاتمہ، بین المذاہب ہم آہنگی اور اقتصادی ترقی و تعاون، بظاہر یہ مقاصد دنیا کے سامنے رکھے گئے۔⁽¹⁵⁾

پوشیدہ ممکنہ اہداف: اسرائیل کو عرب دنیا سے تسلیم کروانا،⁽¹⁶⁾ امریکی مفادات،⁽¹⁷⁾ فلسطینی مزاحمت کو کمزور کرنا⁽¹⁸⁾ اور ایران کے خلاف سنی

⁽¹⁰⁾ Kushner, Jared. "Abraham Accords Are a Paradigm Shift for the Middle East." *Wall Street Journal*, December 31, 2020. <https://www.wsj.com/articles/abraham-accords-are-a-paradigm-shift-for-the-middle-east-11609474816>.

⁽¹¹⁾ Telhami, Shibley. "The Abraham Accords Were Never About Peace." *Brookings Institution*, January 29, 2021. <https://www.brookings.edu/articles/the-abraham-accords-were-never-about-peace/>.

⁽¹²⁾ Telhami, Shibley. "The Abraham Accords Were Never About Peace." *Brookings Institution*, January 29, 2021. <https://www.brookings.edu/articles/the-abraham-accords-were-never-about-peace/>.

⁽¹³⁾ Telhami, Shibley. "The Abraham Accords Were Never About Peace." *Brookings Institution*, January 29, 2021. <https://www.brookings.edu/articles/the-abraham-accords-were-never-about-peace/>.

⁽¹⁴⁾ Telhami, Shibley. "The Abraham Accords Were Never About Peace." *Brookings Institution*, January 29, 2021. <https://www.brookings.edu/articles/the-abraham-accords-were-never-about-peace/>.

⁽¹⁵⁾ United States Department of State. "The Abraham Accords." U.S. Department of State, September 15, 2020. <https://www.state.gov/the-abraham-accords/>.

⁽¹⁶⁾ Bard, Mitchell. *The Arab States and the Peace Process with Israel*. Jewish Virtual Library. <https://www.jewishvirtuallibrary.org/the-arab-states-and-the-peace-process>.

⁽¹⁷⁾ Sharp, Jeremy M. *The Abraham Accords*. Congressional Research Service, 2021. <https://crsreports.congress.gov/product/pdf/IF/IF11649>

⁽¹⁸⁾ Khalidi, Rashid. *The Hundred Years' War on Palestine: A History of Settler Colonialism and Resistance*. Metropolitan Books, 2020.

Al Jazeera, "How Arab Normalisation with Israel Weakens Palestinian Cause", 2020. <https://www.aljazeera.com/news/2020/9/16/how-arab-normalisation-with-israel-weakens-palestinian-cause>

عرب ممالک اور اسرائیل کا اتحاد قائم کرنا⁽¹⁹⁾ اور مشرق وسطیٰ میں چین اور روس کے اثرات کو محدود کرنا۔⁽²⁰⁾

اقتصادی اہداف: اسرائیل اور عرب ممالک کے درمیان تجارت، ٹیکنالوجی، زراعت، صحت، توانائی اور سیاحت میں اشتراک کو فروغ دینا اور اسرائیلی دفاعی صنعت کو عرب مارکیٹ تک رسائی دینا۔⁽²¹⁾

سفارتی اہداف: باہمی سفارت خانوں کے قیام کے ذریعے باقاعدہ روابط کی بنیاد رکھنا، ویزہ پالیسی، تجارتی سفارت کاری، اور ثقافتی و فوڈ کے تبادلے کو ممکن بنانا، عرب اسرائیلی تنازعہ کو بالواسطہ کمزور کرنا تاکہ فلسطینی کا زودباؤ میں لایا جاسکے، اسرائیل کی سفارتی تنہائی کو ختم کرنا اور عرب ممالک کو کنٹرول میں لا کر گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے راستہ ہموار کیا جاسکے۔⁽²²⁾

مذہبی و فکری اہداف: قبلہ اول مسجد اقصیٰ کو ثانوی حیثیت دینا، عالم اسلام میں فکری انتشار (مزاہمتی اور مصالحتی) پیدا کرنا اور اسرائیل کو معمول کا ملک قرار دینا۔ مذہبی رواداری، جدیدیت، اور بین الاقوامی مکالمہ کے عنوان سے اپنی نرم قوت (Soft Power) میں اضافہ کرنا۔⁽²³⁾

⁽¹⁹⁾ Gause, F. Gregory. *The New Middle East Cold War: Iran and Saudi Arabia's Rivalry*. Brookings Institution.

<https://www.brookings.edu/articles/the-new-middle-east-cold-war-iran-and-saudi-arabias-rivalry/>The Wash

ington Institute. *Abraham Accords and Countering Iran*. <https://www.washingtoninstitute.org/policy-analysis/abraham-accords-and-countering-iran>

⁽²⁰⁾ International Crisis Group. *The Abraham Accords and Great Power Competition*. 2021. <https://www.crisisgroup.org/middle-east-north-africa/gulf/uae/abraham-accords-and-great-power-competition>.

Kaye, Dalia Dassa. *Great-Power Competition and the Future of U.S. Strategy in the Middle East*. RAND Corporation, 2021. <https://www.rand.org/pubs/perspectives/PEA1143-1.html>

⁽²¹⁾ Brookings Institution. *The Economic Promise of the Abraham Accords*. Washington, D.C.: Brookings, 2021. <https://www.brookings.edu/articles/the-economic-promise-of-the-abraham-accords/>
Reuters. "UAE and Israel Sign Cooperation Agreements in Agriculture, Technology, and Health." Reuters, October 2020. <https://www.reuters.com/article/us-israel-emirates-agriculture-idUSKBN26S1OC>.

U.S. Department of State. *The Abraham Accords*. 2020. <https://www.state.gov/the-abraham-accords/>
Al-Monitor. "Israel Looks to Expand Defense Exports Following Abraham Accords." Al-Monitor, March 2022. <https://www.al-monitor.com/originals/2022/03/israel-looks-expand-defense-exports-following-abraham-accords>.

⁽²²⁾ United States Institute of Peace (USIP). *The Abraham Accords: Diplomatic Shifts in the Middle East*. Washington, D.C.: USIP, 2021. <https://www.usip.org/publications/2021/03/abraham-accords-diplomatic-shifts-middle-east>.

Haaretz. "Israel Opens Embassies in UAE, Bahrain Following Abraham Accords." Haaretz, January 24, 2021. <https://www.haaretz.com/israel-news/2021-01-24/ty-article/.premium/israel-opens-embassies-in-uae-bahrain/0000017f-e3c0-d75c-a7ff-f7f36c370000>.

Middle East Monitor. "How the Abraham Accords Marginalise the Palestinians." Middle East Monitor, September 17, 2020. <https://www.middleeastmonitor.com/20200917-how-the-abraham-accords-marginalise-the-palestinians/>

Pappé, Ilan. *Ten Myths About Israel*. London: Verso Books, 2017.

⁽²³⁾ Al Jazeera. "How the Abraham Accords Are Changing the Discourse on Al-Aqsa." Al Jazeera, May 12, 2021. <https://www.aljazeera.com/news/2021/5/12/how-the-abraham-accords-are-changing-discourse-on-al-aqsa>.

Crisis Group. *Middle East: The Religious Dimension of Normalisation*. International Crisis Group, 2022. <https://www.crisisgroup.org/middle-east-north-africa/gulf/middle-east-religious-dimension-normalisation>.

مسلم دنیا پر معاہدہ ابراہیمی کے اثرات

ایران کے خلاف ایک مضبوط علاقائی اتحاد کی تشکیل: ایران مشرق وسطیٰ میں ایک شیعہ اسلامی ریاست کے طور پر سنی عرب ممالک اور اسرائیل دونوں کے لیے ایک مشترکہ خطرہ سمجھا جاتا ہے، خاص طور پر اس کی جوہری صلاحیتوں، عسکری حمایت یافتہ گروہ جیسے حزب اللہ، حوثی باغی، وغیرہ اور علاقائی اثر و رسوخ کے تناظر میں خوف موجود ہے۔ عرب خلیجی ریاستیں، خاص طور پر سعودی عرب، امارات، بحرین، اور اسرائیل معاہدہ ابراہیمی ان ممالک کے درمیان ایک غیر رسمی عسکری اتحاد کی بنیاد بناتا ہے تاکہ ایران کے اثرات کو روکا جاسکے۔ اسرائیل کے جدید نٹیلیجنس اور ٹیکنالوجی کو خلیجی ممالک کی سیکورٹی میں شامل کر کے ایران کے خلاف حکمت عملی تیار کی جاسکتی ہے۔⁽²⁴⁾

عرب ممالک کی عالمی سطح پر سہاگہ کو مستحکم کرنے کی کوشش اور توقع: مشرق وسطیٰ کے کئی عرب ممالک نے گزشتہ دہائیوں میں اپنے عالمی امیج کو بہتر بنانے اور "جدید، معتدل اور ترقی پسند" ریاستوں کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسرائیل سے تعلقات قائم کر کے ان ممالک نے خود کو مغربی دنیا، خاص طور پر امریکہ اور یورپ کے قریب تر کرنے کی کوشش کی ہے۔⁽²⁵⁾

مشرق وسطیٰ میں امریکی اور اسرائیلی اثر و رسوخ کو بڑھانا: امریکہ نے ہمیشہ مشرق وسطیٰ میں اپنے اسٹریٹجک مفادات کے تحفظ کے لیے اتحادیوں کی تلاش کی ہے۔ یہ معاہدہ ٹرمپ انتظامیہ کی ایک بڑی سفارتی کامیابی کے طور پر پیش کیا گیا تاکہ امریکہ کی مشرق وسطیٰ میں موجودگی کو مستحکم کیا جاسکے۔ چین اور روس کے اثرات کو محدود کیا جاسکے۔

امریکی رعایات اور عرب اسرائیل اقتصادی و دفاعی تعلقات کا فروغ: امریکہ نے معاہدہ ابراہیمی کے سلسلے میں ثالثی کا کردار ادا کرتے ہوئے بعض عرب ممالک کو اہم معاشی اور سیاسی فوائد کی یقین دہانی کروائی، جن میں سوڈان اور مراکش نمایاں ہیں۔ سوڈان کو امریکی دہشت گردوں کی معاونت کرنے والے ممالک کی فہرست (Terrorism Supporters List) سے نکالا گیا، جبکہ مراکش کو مغربی صحارا (Western Sahara) پر امریکی حمایت حاصل ہوئی۔ متحدہ عرب امارات (UAE) اور بحرین کو جدید امریکی ہتھیاروں، خصوصاً F-35 لڑاکا طیاروں، کی

Telhami, Shibley. "Israel, Arab States, and the Rise of Religious Soft Power." *Brookings Institution*, 2022. <https://www.brookings.edu/articles/israel-arab-states-and-the-rise-of-religious-soft-power/>

Ramadan, Tariq. *Islam and the Arab Awakening*. Oxford: Oxford University Press, 2012.

⁽²⁴⁾ MAX Security. "Abraham Accords to Present New Opportunities, Security Challenges in the Gulf Region." *MAX Security*, 2021. <https://www.max-security.com/security-blog/abraham-accords-to-present-new-opportunities-security-challenges-in-the-gulf-region-persian-gulf-special-report/>

Frantzman, Seth J. "Iran Is Beginning to Understand the Abraham Accords - Analysis." *The Jerusalem Post*, April 3, 2022. <https://www.jpost.com/middle-east/article-703073>.

Al Jazeera. "Herzog's Gulf Trip Aims to Consolidate Abraham Accords." *Al Jazeera*, December 6, 2022. <https://www.aljazeera.com/news/2022/12/6/herzogs-gulf-trip-aims-to-consolidate-abraham-accords>.

⁽²⁵⁾ Reuters. "Trump's Gulf Tour Reshapes Middle East Diplomatic Map." *Reuters*, May 18, 2025. <https://www.reuters.com/world/middle-east/trumps-gulf-tour-reshapes-middle-east-diplomatic-map-2025-05-18/>

Le Monde. "The Middle East and Trump's Return to the White House." *Le Monde*, November 7, 2024. https://www.lemonde.fr/en/international/article/2024/11/07/the-middle-east-and-trump-s-return-to-the-white-house_6731914_4.html.

Le Monde.fr

New York Post. "Why Saudi-Israeli Relations Will Likely Still Happen - Despite the Presidential Election's Outcome." *New York Post*, November 2, 2024. <https://nypost.com/2024/11/02/opinion/why-saudi-israeli-relations-are-likely-to-happen/>.

فروخت کا وعدہ دیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف سرمایہ کاری اور مالی امداد کے پیکیجز پیش کیے گئے۔

معاهدے کے فوری بعد UAE-Israel Investment Fund کے قیام کا اعلان ہوا، جس کا حجم 10 ارب ڈالر مقرر کیا گیا۔ اس فنڈ کے تحت اسرائیل میں اسٹارٹ اپس، توانائی، انفراسٹرکچر، اور میڈیکل ٹیکنالوجیز کے شعبوں میں سرمایہ کاری کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ دونوں ممالک کے درمیان مشترکہ کاروباری فورمز، بزنس کانفرنسز، اور فری ٹریڈ ایگریمنٹس پر کام ہوا، تاکہ تجارتی تعلقات کو مضبوط بنایا جاسکے۔ مزید برآں، اسرائیلی دفاعی صنعت کو عرب دنیا تک رسائی حاصل ہوئی، جہاں معروف اسرائیلی کمپنیاں جیسے Rafael اور Israel Aerospace Industries (IAI) کو دفاعی سسٹمز (مثلاً ڈرونز، سائبر ٹیکنالوجی) فروخت کرنے کی اجازت ملی۔ وہ اب عرب ممالک میں سیکورٹی کانفرنسز میں شریک ہو رہی ہیں اور باقاعدہ دفاعی معاہدات پر بات چیت کر رہی ہیں۔ خاص طور پر متحدہ عرب امارات کے ساتھ دفاعی اور سائبر سیکورٹی کے شعبوں میں تعاون کو فروغ ملا، جس سے اسرائیلی ٹیکنالوجی کو خطے میں ایک اہم تجارتی مقام حاصل ہو گیا ہے۔⁽²⁶⁾

تقارب بین الادیان کی کوشش: معاہدہ ابراہیمی کو صرف ایک سیاسی یا معاشی معاہدہ نہیں سمجھا گیا، بلکہ اس کے ایک اہم پہلو کو بین الادیان ہم آہنگی (Interfaith Harmony) سے جوڑا گیا ہے۔ اس معاہدے کا نام ”ابراہیمی“ رکھنا بذات خود اس امر کی علامت ہے کہ یہودیت، عیسائیت، اور اسلام کو ایک مشترکہ ابراہیمی روایت سے منسلک مانا گیا ہے، اور ان کے مابین باہمی احترام، تعاون اور مکالمے کی راہیں کھولی جاسکتی ہیں۔ معاہدے کی ابتدائی دستاویزات اور بیانات میں واضح طور پر یہ موقف اختیار کیا گیا کہ یہ معاہدہ بین المذاہب رواداری، برداشت اور امن کے فروغ کا پیغام بھی ہے۔

اس تصور کو عملی شکل دینے کے لیے متحدہ عرب امارات کے دار الحکومت ابو ظہبی میں ”ابراہیمی فیملی ہاؤس“ کا منصوبہ شروع کیا گیا، جہاں ایک ہی کمپلیکس میں مسجد، چرچ اور یہودی عبادت گاہ تعمیر کی گئی ہیں، تاکہ تینوں مذاہب کے پیروکار ایک دوسرے کے قریب آسکیں اور مذہبی ہم آہنگی کی مثال قائم ہو۔

معاهدے کے بعد مختلف سطحوں پر بین المذاہب مکالمے، کانفرنسیں، اور رواداری کے فروغ کی سرگرمیاں تیز ہوئیں۔ ان میں ”Forum for Promoting Peace in Muslim Societies“ جیسے ادارے کے زیر اہتمام ہونے والی بین الاقوامی کانفرنسیں شامل ہیں، جن میں اسرائیل اور عرب ممالک کے علماء، مفکرین، اور طلبہ نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ religious exchange programs، تعلیمی نصاب میں tolerance، coexistence، اور peace جیسے موضوعات کا اضافہ، اور UNESCO جیسے عالمی اداروں کے تعاون سے امن و رواداری کے لیے تعلیمی منصوبے تشکیل دیے گئے۔ ان تمام اقدامات کا مقصد ابراہیمی مذاہب کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانا اور عالمی سطح پر مذہبی رواداری کو فروغ دینا ہے۔⁽²⁷⁾

⁽²⁶⁾ Khaleej Times. “Abraham Accords: UAE Announces \$10 Billion Fund for Investments in Israel.” Khaleej Times, March 12, 2021. <https://www.khaleejtimes.com/article/abraham-accords-uae-announces-10-billion-fund-for-investments-in-israel.1+> Khaleej Times Middle East Briefing. “Abraham Accords Leading to UAE-Israeli Investments.” Middle East Briefing, December 15, 2022. <https://www.middleeastbriefing.com/news/abraham-accords-leading-to-uae-israeli-investments./>

Middle East Briefing

⁽²⁷⁾ Time. “Abrahamic Family House.” Time, March 2023. <https://time.com/6992366/abrahamic-family-house-2/>. Time+1Wikipedia+1Architectural Digest. “AD100 Architect David Adjaye to Design Three Houses of Worship Alongside One Another.” Architectural Digest, 2019.

پاکستان پر ابراہیمی معاہدے کے اثرات: معاہدہ ابراہیمی سے مسلم دنیا میں سیاسی توازن تبدیل ہو رہا ہے۔ پاکستان، جس کے خلیجی ہم منصبوں کے ساتھ تاریخی اقتصادی و عسکری تعاون ہے، کو دباؤ کا سامنا ہے کہ وہ بھی اپنے دیرینہ موقف سے ہٹ کر اسرائیل کو تسلیم کر لے تاہم پاکستان کو ایسا کرنے سے کہیں زیادہ نقصان اٹھانا پڑے گا۔ نسبت اس کے کہ اسے کوئی خاص فائدہ ہو، پاکستان میں سیاسی اور مذہبی حلقوں میں اسرائیل مخالف موقف راسخ ہے۔ فلسطینیوں کے حق میں ہمدردی عام ہے اور اکثر سیاست دان ایک دوسرے پر صہیونی سازشوں کے حمایتی ہونے کے الزامات لگاتے ہیں، ان تمام وجوہات سے پاکستان کے لیے اندرونی امن برقرار رکھنا اور خلیجی ریاستوں کے ساتھ تعلقات میں توازن قائم رکھنا ایک بڑا چیلنج ہو گیا ہے۔⁽²⁸⁾

ترکی پر ابراہیمی معاہدے کے اثرات: ترکی نے بھی معاہدہ ابراہیمی کو مسلمانوں کے ساتھ غداری قرار دیتے ہوئے شدید تنقید کی ہے، صدر رجب طیب اردگان اور ان کے اتحادیوں نے کہا کہ عرب ریاستیں اپنی جغرافیائی و معاشی ترجیحات کے لیے فلسطینیوں کی جدوجہد کو پس پشت ڈال رہی ہیں۔ ترکی نے اگرچہ 1949 میں اسرائیل کو سرکاری طور پر تسلیم کیا تھا، لیکن اکتوبر 2023 میں تنازعے کے تناظر میں حماس کی حمایت میں بڑے مظاہرے کیے اور اسرائیل کے ساتھ معطل شدہ سفارتی تعلقات کو بحال نہیں رکھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترکی کی خارجہ پالیسی میں پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ حکومت کو اب عالمی طاقتوں اور برادر اسلامی ریاستوں کے درمیان نازک توازن برقرار رکھنا پڑے گا، جبکہ عوامی سطح پر بھی دو متضاد رویوں کا دباؤ ہے۔⁽²⁹⁾

ایران کی نظر میں معاہدہ ابراہیمی: ایران نے معاہدہ ابراہیمی کی بھرپور مذمت کی ہے اور اسے مسلمانوں کے خلاف سازش قرار دیا۔ ایرانی رہنماؤں کے مطابق عرب ریاستوں اور اسرائیل کے درمیان بڑھتے ہوئے تعلقات کا مقصد ایران کو کمزور کرنا اور اسلامی اتحاد کو توڑنا ہے۔ ایران نے خاص طور پر نشانہ ہی کی ہے کہ اس معاہدے کے نتیجے میں خطے میں عسکری ممانعت میں اضافہ ہو گا اور اسے علاقائی سطح پر نئے چیلنجز کا سامنا ہے گا۔ اس پس منظر میں ایران نے اسرائیل کے خلاف سخت موقف جاری رکھا ہوا ہے۔

انڈونیشیا اور ملائیشیا پر اثرات: انڈونیشیا اور ملائیشیا نے بھی اس معاہدے کو قبول نہیں کیا اور اپنے عوامی بیانیے میں فلسطینیوں سے یکجہتی برقرار رکھی ہے۔ ملائیشیا نے واضح کیا کہ متحدہ عرب امارات کے فیصلے کے باوجود خود اسرائیل کے ساتھ کوئی سفارتی تعلقات قائم نہیں کرے گا۔ سابق وزیر اعظم مہاتیر محمد نے معاہدے کو فلسطینیوں کے حق سے غداری قرار دیا اور کہا کہ اس اقدام سے جنگ مزید طول پکڑے گی۔ انڈونیشیا میں صدر جوکو ویدود کی حکومت نے اقوام متحدہ میں فلسطینی ریاست کے حق میں ووٹ دیا اور اسرائیل کے خلاف الزامات عائد کیے۔ انڈونیشیا اور اسرائیل کے درمیان اقتصادی فوائد کے عوض تعلقات معمول پر لانے کے لیے خفیہ مذاکرات ہو رہے تھے، مگر اکتوبر 2023ء میں غزہ پر اسرائیلی حملے کے بعد یہ منصوبہ معطل ہو گیا۔ ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ انڈونیشیا اور ملائیشیا اپنی خارجہ پالیسی اور عوامی توقعات کے

<https://www.architecturaldigest.com/story/ad100-architect-david-adjaye-to-design-three-houses-of-worship-next-to-each-other>. Architectural Digest.

Wikipedia. "Abrahamic Family House." Wikipedia, 2025. https://en.wikipedia.org/wiki/Abrahamic_Family_House.

⁽²⁸⁾ RSIS. "The Abraham Accords: Malaysia's Cautious Response." RSIS, 2020. <https://rsis.edu.sg/rsis-publication/rsis/the-abraham-accords-malysias-cautious-response/>. @RSIS_NT

⁽²⁹⁾ JNS.org. "The Abraham Accords, Israel and Turkish-Indian Normalization." JNS.org, 2022. <https://www.jns.org/the-abraham-accords-israel-and-turkish-indian-normalization/>.

درمیان کڑے توازن کی پالیسی جاری رکھے ہوئے ہیں۔⁽³⁰⁾

مذہبی اور سماجی اثرات: معاہدہ ابراہیمی اسلامی اُمت کی مذہبی یکجہتی کے لیے ایک آزمائش ہے۔ کئی مسلم رہنماؤں اور دانشوروں نے اسے 'مسلمانوں کی پشت میں چہرہ اگھونپنے' کے مترادف قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر ملائیشیا نے اسلامی تعاون تنظیم (OIC) کو بھی فلسطینیوں کے حق میں متحد رہنے کی ترغیب دی ہے۔ اس طرح کے بیانیے سے عوام میں مایوسی اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے، کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ اہم مسلم ریاستیں عالمی مفادات کو ترجیح دے رہی ہیں۔ اس سے مذہبی جذبات میں شدت آسکتی ہے اور بعض عناصر سے انتہا پسند تحریک کا جواز قرار دے سکتے ہیں۔ پاکستان، انڈونیشیا اور ملائیشیا جیسے ممالک میں اسلام اور فلسطین کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جاتا ہے، لہذا ان میں اس معاہدے سے پیدا ہونے والی کشیدگی سے مذہبی ہم آہنگی متاثر ہو سکتی ہے۔

سماجی سطح پر بھی معاہدہ ابراہیمی کے اثرات منفی رہے ہیں۔ مسلم ممالک میں عوامی رائے میں بے چین پائی جاتی ہے کہ ان کے دفاع مقدس کے عزم کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان میں بعض اوقات صحت عامہ کی مہمات کو صہیونی سازش قرار دیا جاتا ہے، جو فلسطینی کار سے جدائی کے احساس کو بڑھاتا ہے۔

مسلم دنیا کے لیے عمومی چیلنجز

معاہدہ ابراہیمی نے مسلم دنیا کے لیے متعدد سیاسی، سفارتی، مذہبی اور سماجی چیلنجز کو جنم دیا ہے۔ سیاسی سطح پر اسلامی یکجہتی کو شدید نقصان پہنچا ہے، کیونکہ ترکی، ایران اور دیگر ریاستوں نے معاہدے کی مخالفت کی، جس سے مسلم ریاستوں کے درمیان اختلافات میں اضافہ ہوا۔ داخلی طور پر کئی ممالک، خصوصاً پاکستان، ایسی صورت حال سے دوچار ہیں جہاں عوامی جذبات اور مذہبی جماعتوں کے موقف کو بیرونی دباؤ سے متوازن رکھنا ایک مشکل امر بن چکا ہے۔ سفارتی میدان میں مسلم ریاستیں مغربی اتحاد اور خلیجی شراکت داروں کے ساتھ تعلقات کو اسلامی وابستگیوں کے ساتھ متوازن رکھنے کی دوہری حکمت عملی اختیار کرنے پر مجبور ہیں، جبکہ فلسطینی کار کے معاملے پر مسلم دنیا کی تقسیم مزید گہری ہو چکی ہے۔ مذہبی طور پر اس معاہدے نے ایک اخلاقی کشمکش کو جنم دیا ہے کہ آیا وقتی مفادات کے لیے اسلامی تعلیمات اور تاریخی وعدوں کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ بعض علماء و دانشور معاہدے کو اسلامی اصولوں کے خلاف تصور کرتے ہیں، جس سے ریاستی پالیسی اور عوامی بیانیے میں تضاد پیدا ہوا ہے۔ سماجی طور پر عوامی مایوسی، نوجوانوں میں بے چین پائی اور ممکنہ انتہا پسندی کا خطرہ بڑھ رہا ہے، جبکہ حکومت اور عوام کے درمیان خلیج وسیع ہو رہی ہے۔ نتیجتاً، مسلم اکثریتی معاشرے داخلی انتشار اور خارجی دباؤ کا سامنا کر رہے ہیں۔ ایسے میں پاکستان، ترکی، ایران، انڈونیشیا اور ملائیشیا جیسی ریاستوں کو اپنی پالیسیوں کو نہایت حکمت، توازن اور اسلامی اصولوں کی روشنی میں مرتب کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مسلم دنیا کی وحدت، فلسطینی کار، اور عالمی اسلامی تشخص کا تحفظ ممکن بنایا جاسکے۔

معاہدہ ابراہیمی کے بارے میں اہل علم کی فقہی آراء

معاہدہ ابراہیمی کی شرعی اور فقہی حیثیت پر حکم لگانے سے پہلے موجودہ اسرائیلی ریاست کے قیام کا پس منظر جاننا ضروری ہے:

پس منظر؛ صہیونی تحریک: انیسویں صدی کے اواخر میں یورپ میں "صہیونیت (Zionism)" کے نام سے ایک سیاسی تحریک نے جنم لیا، جس کا

⁽³⁰⁾Zawawi, Mohamad Ridhuan Mohd, Anwar Fakhri Omar, and Md Yazid Ahmad. "The Role of Islamic Movements in Indonesia and Malaysia in Rejecting the Abraham Accords." *International Journal of Academic Research in Business and Social Sciences* 14, no. 9 (2024). <https://hrmars.com/index.php/IJARBSS/article/view/22942/The-Role-of-Islamic-Movements-in-Indonesia-and-Malaysia-in-Rejecting-the-Abraham-Accords>.

مقصد یہ تھا کہ دنیا بھر کے یہودیوں کے لیے ایک علیحدہ قومی وطن قائم کیا جائے۔ اس تحریک کے بانی تھیوڈور ہرزل (Theodor Herzl) تھے، جنہوں نے 1896ء میں اپنی مشہور کتاب ”The Jewish State“ میں تجویز پیش کی کہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد کیا جائے، کیونکہ یہ علاقہ مذہبی طور پر یہودیوں کے تاریخی وطن سے منسوب ہے۔ اس تحریک نے یہودی عوام میں وطن پرستی کے جذبات کو ابھارا اور فلسطین کی جانب منظم یہودی آباد کاری کا آغاز ہوا۔

برطانوی وعدے اور بین الاقوامی حمایت: پہلی جنگ عظیم کے دوران برطانیہ نے 1917ء میں ”بیلفور اعلامیہ (Balfour Declaration)“ کے ذریعے صیہونی تحریک کو بڑی حمایت دی۔ اس اعلامیہ میں کہا گیا کہ برطانوی حکومت فلسطین میں یہودیوں کے لیے قومی وطن کے قیام کی حامی ہے۔ بعد ازاں 1920ء میں لیگ آف نیشنز نے برطانیہ کو فلسطین کا مینڈیٹ دیا، جس کے تحت برطانیہ نے فلسطین پر حکمرانی کی اور صیہونیوں کو وہاں زمینیں خریدنے اور آباد ہونے کی اجازت دی۔ اس عرصے میں بین الاقوامی طاقتوں، خصوصاً امریکہ اور یورپی ممالک نے بھی صیہونی منصوبے کی مختلف صورتوں میں حمایت کی۔

یہودی آباد کاری اور فلسطینی رد عمل: 1920 سے 1947 تک کے عرصے میں لاکھوں یہودی مشرقی یورپ، روس، اور جرمنی سے فلسطین آکر آباد ہوئے۔ انہوں نے زمینیں خریدیں، زرعی کالونیاں (Kibbutz) بنائیں، اور اپنی علیحدہ عسکری تنظیمیں مثلاً ”Haganah“ اور ”Irgun“ قائم کیں۔ دوسری طرف فلسطینی عوام نے اس بے دخلی اور برطانوی جانبداری کے خلاف مزاحمت شروع کی، جس کا نقطہ عروج 1936-1939ء کی ”عرب بغاوت (Arab Revolt)“ تھی۔ اس تحریک کو برطانوی حکومت اور صیہونی مسلح گروہوں نے سختی سے کچلا۔

اقوام متحدہ کا تقسیم منصوبہ (UN Partition Plan - 1947): دوسری جنگ عظیم کے بعد 1947ء میں اقوام متحدہ نے فلسطین کو دو ریاستوں میں تقسیم کرنے کی تجویز دی: ایک یہودی ریاست اور ایک عرب فلسطینی ریاست۔ یروشلم کو بین الاقوامی شہر قرار دینے کی تجویز بھی دی گئی۔ صیہونیوں نے اس منصوبے کو قبول کیا، لیکن عرب دنیا اور فلسطینیوں نے اسے مسترد کر دیا کیونکہ یہ منصوبہ ان کی اکثریت اور زمین پر قبضے کو قانونی حیثیت دیتا تھا۔ اس کے باوجود صیہونی رہنما اسرائیلی ریاست کے قیام کی تیاری مکمل کر چکے تھے۔

اسرائیل کا قیام (1948) اور پہلی عرب-اسرائیل جنگ: 14 مئی 1948ء کو ڈیوڈ بن گوریان نے اسرائیل کے قیام کا باضابطہ اعلان کر دیا۔ اگلے ہی دن عرب ممالک جیسے مصر، اردن، شام، لبنان اور عراق نے اسرائیل کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا، جسے 1948ء کی عرب-اسرائیل جنگ کہا جاتا ہے۔ اس جنگ میں اسرائیل نے اقوام متحدہ کے مقرر کردہ حصے سے بھی زیادہ علاقہ قبضہ کر لیا اور تقریباً سات لاکھ فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بے دخل کر دیا گیا، جسے فلسطینی تاریخ میں ”نکبہ (Nakba)“ یعنی ”آفت“ کہا جاتا ہے۔

1967ء کی جنگ اور مکمل تسلط: 1967ء میں اسرائیل نے چھ روزہ جنگ (Six-Day War) میں ایک بار پھر عرب ممالک کو شکست دی اور مزید علاقوں پر قبضہ کر لیا، جن میں مشرقی یروشلم، مغربی کنارہ، غزہ، گولان ہائٹس، اور جزیرہ نما سینا شامل تھے۔ بعد ازاں جزیرہ نما سینا مصر کو واپس ملا، لیکن باقی علاقے آج بھی اسرائیل کے زیر قبضہ ہیں۔ ان علاقوں میں اسرائیلی بستیوں بنائی گئیں، جنہیں اقوام متحدہ غیر قانونی تسلیم کرتا ہے، لیکن اسرائیل ان کو جاری رکھے ہوئے ہے۔⁽³¹⁾

⁽³¹⁾ Herzl, Theodor. *The Jewish State*. Leipzig and Vienna: M. Breitenstein's Verlags-Buchhandlung, 1896. <https://www.gutenberg.org/files/25282/25282-h/25282-h.htm>. Amazon+2Wikipedia+2Project Gutenberg+2
"Balfour Declaration," *History.com*, accessed May 24, 2025. <https://www.history.com/topics/middle-east/balfour-declaration>.

واضح رہے کہ: اسرائیل کا قیام ایک طویل سیاسی، عسکری، اور سفارتی منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا، جس میں برطانیہ اور دیگر مغربی طاقتوں کی حمایت، صیہونی سرمایہ کاری، اور فلسطینی عوام کی جدوجہد کو دبانے کی حکمت عملی شامل تھی۔ آج بھی فلسطینی قوم اپنے حق خود ارادیت، وطن واپسی، اور آزاد ریاست کے قیام کے لیے کوشاں ہے، جبکہ اسرائیل ایک طاقتور مگر متنازع ریاست کے طور پر مشرق وسطیٰ میں موجود ہے۔ یہ معاملہ نہ صرف عرب دنیا بلکہ پوری مسلم امہ اور عالمی امن کے لیے ایک اہم مسئلہ بنا ہوا ہے۔

اسرائیل کے مصالحت، تعلقات اور معاہدات کا مسئلہ دیگر غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ تعلقات کے عمومی شرعی اصولوں سے مختلف نوعیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ ریاست 1948ء میں برطانیہ کی قبضہ کاری اور بعد میں امریکہ کی فوجی حمایت کے ذریعے فلسطینی مقامی آبادی کی خواہشات کے خلاف قائم کی گئی ہے، اور آج بھی فلسطینی عوام اس جبری قبضے کو قبول نہیں کرتے۔ اقوام متحدہ کی جانب سے اسرائیل کی سرحدیں متعین کی گئی ہیں، مگر اسرائیل ان قراردادوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہا ہے اور ”گریٹر اسرائیل“ کے نظریے کے تحت پورے فلسطینی خطے پر اپنی گرفت مضبوط کیے ہوئے ہے، ساتھ ہی بیت المقدس پر بھی مکمل کنٹرول چاہتا ہے۔

اسرائیل کے ساتھ مصالحت یا سفارتی و تجارتی تعلقات قائم کرنے کا مسئلہ: فقہی و سیاسی جہتیں

اسرائیل کے ساتھ مصالحت یا اس کے ساتھ سفارتی و تجارتی تعلقات قائم کرنے کا معاملہ محض ایک فقہی یا اصولی مسئلہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی ایک گہری سیاسی جہت بھی موجود ہے۔ یہی پہلو اس مسئلے کو نہایت پیچیدہ اور مختلف زاویوں سے قابل غور بناتا ہے۔ کیونکہ شرعی احکام کا اطلاق سیاسی معاملات میں مختلف انداز سے ہوتا ہے۔

فقہی و اصولی اعتبار سے جب کسی معاملے میں شرعی ارکان — جیسے فریقین کی رضامندی، بیع و ثمن کی مشروعیت، اور عقد کے جواز بظاہر مکمل ہوں، تو اس پر بیع یا صلح کے جواز کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔ اس اصول کے تحت کسی معاہدے یا لین دین کو ظاہری طور پر جائز قرار دینا ممکن ہو سکتا ہے۔ تاہم، جب اس معاملے کو وسیع تر سیاسی اور تہذیبی تناظر میں دیکھا جائے تو تصویر کارخ مختلف ہو سکتا ہے۔ بعض صورتوں میں بظاہر درست نظر آنے والا عمل — مثلاً یہودیوں کو فلسطینی زمین کی فروخت یا معاہدہ — سیاسی اثرات، اجتماعی نقصان، یا استعمار و استبداد کو تقویت دینے کے پہلو سے ناجائز ہو سکتا ہے۔ اس لیے محض فقہی اصولوں پر اکتفا کیے بغیر، سیاسی بصیرت، تہذیبی حساسیت اور ملت کے مجموعی مفادات کو بھی فیصلہ سازی میں شامل کرنا ضروری ہے۔

یہی توازن معاصر اسلامی فکر کو درپیش بہت سے پیچیدہ مسائل میں درکار ہے، تاکہ صرف شرعی دائرہ ہی نہیں بلکہ عملی حکمت و مصالح بھی پیش

"Mandate for Palestine," *Britannica*, accessed May 24, 2025.

<https://www.britannica.com/topic/Palestine-mandate>. *Encyclopedia Britannica*

"Jewish Immigration to Palestine," *CJPME*, accessed May 24, 2025.

https://www.cjpme.org/fs_181. *CJPME - English*

"The Arab Revolt," *Britannica*, accessed May 24, 2025.

<https://www.britannica.com/place/Palestine/The-Arab-Revolt>. *Encyclopedia Britannica*

"United Nations Partition Plan for Palestine," *United Nations*, accessed May 24, 2025.

<https://www.un.org/unispal/document/auto-insert-178825/>. *United Nations+1 United Nations+1*

"About the Nakba," *United Nations*, accessed May 24, 2025. <https://www.un.org/unispal/about-the-nakba/>. *United Nations*

United Nations

"Six-Day War," *Britannica*, accessed May 24, 2025. <https://www.britannica.com/event/Six-Day-War>. *Encyclopedia Britannica*

Encyclopedia Britannica

نظر رہیں۔ اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اسرائیل کے ساتھ تعلقات جیسے حساس امور پر غور کرتے ہوئے محض فتاویٰ نہیں، بلکہ سیاسی شعور اور امت کے اجتماعی مفادات کا ادراک بھی لازم ہے۔

اسی تناظر میں سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز ابن باز نے ایک فتویٰ جاری کیا تھا جس میں انہوں نے اسرائیل کے ساتھ صلح کو بعض شرائط کے تحت جائز قرار دیا تھا۔ ان کا موقف تھا کہ اگر مسلمانوں کے حکمران یہ سمجھیں کہ صلح مسلمانوں کے مفاد میں ہے (یعنی مصلحت کی بنیاد پر) اور اس سے جانی و مالی نقصان سے بچا جاسکتا ہے، تو ایسی صلح جائز ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے صلح حدیبیہ اور خیبر کے یہودیوں سے معاہدے کی مثالیں پیش کیں۔ تاہم، انہوں نے واضح کیا کہ صلح کا مطلب یہ نہیں کہ یہودیوں سے دوستی یا محبت کی جائے، بلکہ مسلمانوں کو ان سے دلی نفرت اور براءت رکھنی چاہیے۔ گویا کہ ان کا یہ فتویٰ خالصتاً شرعی، فقہی اور مصلحت (جلب منفعت اور دفع مضرت) کے اصولوں کی بنیاد پر تھا۔ ان کے اس موقف سے معروف عالم دین علامہ یوسف القرضاوی نے اختلاف کیا، جس کی بنیاد پر اس مسئلے پر دو الگ مکتبہ فکر واضح طور پر سامنے آئے۔⁽³²⁾

برصغیر کے ممتاز فقیہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی ایک واضح فتویٰ جاری کیا کہ یہودیوں کو فلسطینی زمینیں فروخت کرنا ناجائز ہے۔ آپ نے اس فتوے کے دوسرے حصے میں فرمایا کہ اس قسم کا فتویٰ محض فقہی اصولوں کی بنیاد پر نہیں، بلکہ اس میں ان فقہی اصولوں کے ساتھ ساتھ سیاسی تناظر کو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے۔⁽³³⁾ یعنی اس عمل کے سیاسی، تہذیبی اثرات، مقاصد اور مصالح کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جدید دور کے پیچیدہ مسائل میں محض فقہی اصول کافی نہیں ہوتے، بلکہ سیاسی بصیرت، تہذیبی شعور اور اجتماعی مفادات کو بھی مد نظر رکھنا لازم ہوتا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جو اختلاف رائے کے دائرہ کار کو وسعت دینے اور معاصر مسائل کے حل کے لیے نئے زاویوں سے غور کرنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔

حالیہ اسرائیلی جارحیت کے تناظر میں اسرائیل کے ساتھ مصالحت اور تعلقات کا شرعی حکم، معاہدہ ابراہیمی اور فقہی آراء کا تجزیہ حالیہ اسرائیلی حکومت نے عام معصوم فلسطینی شہریوں پر ظلم و بربریت کی انتہا کر دی ہے۔ اس تناظر میں ان کے ساتھ ایسے تعلقات کا قیام جن کے نتیجے میں ان کے مظالم کو مزید تقویت ملے، شرعاً ایسا ہی ناجائز اور حرام ہے، جیسے ظلم کرنا اور ظالم کا ساتھ دینا ناجائز اور حرام ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: { وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْغَدْوَانِ }⁽³⁴⁾ ترجمہ: ”اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو۔“ اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ: { وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ }⁽³⁵⁾ ترجمہ: ”ظالموں کی طرف ذرا بھی نہ جھکنا، ورنہ تمہیں (جہنم کی) آگ پکڑ لے گی۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ”یا أيہا الناس، إنکم تقرؤون هذه الآية { یا أيہا الذین آمنوا علیکم أنفسکم لا یضركم من ضل إذا اہتدیتم } [المائدة: 105] وإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الناس إذا رأوا الظالم فلم

⁽³²⁾ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (التوفی: 1420ھ) مجموع فتاویٰ، اشرف علی جمعہ وطبعہ: محمد بن سعد الشویخ، الصلح مع الیہود، 8: 211 تا 229۔

⁽³³⁾ تھانوی، اشرف علی (م 1943)، امداد الفتاویٰ، طن (دیوبند انڈیا: زکریا بک ڈپو، سطن) کتاب الیہود، اراضی فلسطین کی بیع یہودیوں کے ہاتھ، 6: 368 تا 372۔

⁽³⁴⁾ سورۃ المائدہ: 2۔

⁽³⁵⁾ سورۃ ہود: 113۔

يَأْخُذُوا عَلَيَّ يَدِيهِ أَوْ شُكَّ أَنْ يَعْصِمَهُمُ اللَّهُ بِعِقَابِهِ“⁽³⁶⁾ ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو: ”اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم ہدایت پر ہو تو گمراہ شخص تمہیں نقصان نہیں دے سکتا“ (المائدہ: 105) حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں (یعنی اس کو ظلم سے نہ روکیں)، تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب میں مبتلا کر دے“۔

اسرائیلی قضیہ شرعی یا سیاسی؟

خواہ اسرائیلی قضیہ کو شرعی سمجھا جائے یا سیاسی، دونوں صورتوں میں اسرائیل کے مظالم کے تناظر میں اس سے معاونت، دوستی یا مصالحت کا عمل شرعی، قانونی اور اخلاقی لحاظ سے ممنوع ہے۔ چنانچہ شرعی، فقہی اور قانونی اعتبار سے ”نعاون علی الإثم“ کے قاعدے کی بنیاد پر اگر کسی عمل کا نتیجہ ظلم کی تقویت ہو تو وہ عمل خواہ بذات خود اگرچہ مباح ہو، اس کا ارتکاب ناجائز ہو جائے گا۔ اس قاعدے کے مطابق اگر اسرائیل کے ساتھ معاشی، عسکری یا سفارتی تعلقات اس کی ظالمانہ کارروائیوں کو تقویت دیتے ہیں، تو وہ ”معاونت علی الإثم“ میں داخل ہوں گے اور شرعاً حرام قرار پائیں گے۔ اور اگر خالص سیاسی و قانونی مسئلہ ہو، تو تب بھی عالمی انسانی حقوق کے قوانین ایسے تعلقات کو اخلاقی، قانونی اور اصولی بنیادوں پر ناجائز بنا دیتے ہیں۔ کیونکہ اسرائیل کی طرف سے عام فلسطینی شہریوں پر ظلم و جارحیت۔ بین الاقوامی اور عالمی سطح پر انسانی حقوق کی پامالی کے زمرے میں آتے ہیں۔⁽³⁷⁾

معاهدہ ابراہیمی چونکہ حالیہ اسرائیلی جارحیت سے پہلے 13 اگست 2020 کو طے ہوا ہے۔ لیکن اب جب کہ واضح ہو چکا ہے کہ اس معاہدے سے اسرائیل کو سیاسی، اقتصادی اور عسکری تقویت حاصل ہو رہی ہے، اور اس کے نتیجے میں فلسطینیوں پر ظلم میں شدت آئی ہے، تو اس معاہدے پر قائم رہنا یا اس کی تائید کرنا شرعاً معاونت علی الإثم کے زمرے میں آتا ہے، اور موجودہ حالات کے تناظر میں اس کی نوعیت تبدیل ہو کر حرام بن چکی ہے، کیونکہ یہ عملی طور پر ظلم کی پشت پناہی کا سبب بن رہا ہے۔ لہذا اسلامی شریعت کی رو سے ایسے معاہدات پر نظر ثانی اور ان سے دستبرداری ہی حق و انصاف کا تقاضا ہے۔ لہذا مسلم ممالک کو چاہیے کہ اس معاہدے سے بھی اور دیگر معاہدات سے بھی دستبردار ہو جائیں تاکہ اسرائیل پر سیاسی اور اقتصادی دباؤ ہو۔ چونکہ شرعی اور عالمی قوانین کے خلاف ورزی مسلم ممالک کو اسرائیل کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات کو ختم

⁽³⁶⁾ احمد بن محمد بن حنبل، ابو عبد اللہ (م 241ھ) مسند الإمام أحمد بن حنبل، الطبعة الأولى (القاهرة: دار الحديث، 1416ھ)۔ مسند أبي بكر الصديق رضي الله عنه، حديث نمبر 30

⁽³⁷⁾ International Committee of the Red Cross. Geneva Convention Relative to the Protection of Civilian Persons in Time of War (Fourth Geneva Convention). Geneva, 12 August 1949.

International Committee of the Red Cross. Protocol Additional to the Geneva Conventions of 12 August 1949, and Relating to the Protection of Victims of International Armed Conflicts (Protocol I). Geneva, 8 June 1977.

United Nations. Universal Declaration of Human Rights. General Assembly Resolution 217 A (III), Paris, 10 December 1948.

United Nations. International Covenant on Civil and Political Rights. Adopted 16 December 1966, entered into force 23 March 1976.

United Nations. Convention Against Torture and Other Cruel, Inhuman or Degrading Treatment or Punishment. Adopted 10 December 1984, entered into force 26 June 1987.

United Nations. Charter of the United Nations and Statute of the International Court of Justice. San Francisco, 26 June 1945.

United Nations. Rome Statute of the International Criminal Court. Adopted 17 July 1998, entered into force 1 July 2002.

کرنے کا جواز فراہم کر رہی ہے۔

دارالافتاء المصریہ کا کہنا ہے کہ ”جب تک فلسطینیوں کو ان کا حق مکمل طور پر نہ مل جائے، اسرائیل کے ساتھ معمولی تعلقات بھی حرام ہیں“⁽³⁸⁾، لہذا، فلسطینی حقوق کی بحالی، بیت المقدس کی آزادی، اور اسرائیلی قبضے کے خاتمے تک اسرائیل کو تسلیم کرنا، اس کے ساتھ تعلقات قائم کرنا یا معاہدے کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

معاہدہ ابراہیمی میں وحدتِ ادیان کے تصور کی شرعی حیثیت

اسلام یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ دین حق صرف اسلام ہے اور وہی اللہ کے نزدیک قابل قبول دین ہے،⁽³⁹⁾ جبکہ سابقہ ادیان اور آسمانی کتب جیسے تورات، زبور، اور انجیل منسوخ ہو چکے ہیں، اور ان میں تحریف بھی ہو چکی ہے۔⁽⁴⁰⁾ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی نبی کی آمد کا کوئی تصور نہیں۔⁽⁴¹⁾ جو شخص اسلام کو اختیار نہ کرے، وہ کافر اور جہنم کا مستحق ہے۔ وحدتِ ادیان کی دعوت مسلمانوں کو کفار سے بیزاری کے عقیدے⁽⁴²⁾ اور دین اسلام کی برتری⁽⁴³⁾ سے محروم کر کے انہیں ایک عالمی سیکولر مذہب میں ضم کرنے کی سازش ہے۔ نیز، مسجد، گرجا اور مندر کو ایک جگہ جمع کرنا یا قرآن، تورات اور انجیل کو ایک جلد میں چھاپنا اسلامی تعلیمات کی صریح خلاف ورزی ہے اور کفر کے زمرے میں آتا ہے۔ لہذا، وحدتِ ادیان کا نظریہ شرعاً باطل، گمراہ کن اور دین اسلام کی روح کے خلاف ایک خطرناک فتنہ ہے۔

خلاصہ البحث

معاہدہ ابراہیمی ایک ایسا تاریخی معاہدہ ہے جس نے مسلم دنیا کی بالعموم اور مشرق وسطیٰ کی بالخصوص سیاسی، معاشی، سفارتی اور مذہبی جہات میں بڑی تبدیلیاں پیدا کیں۔ اس معاہدے کے ذریعے متحدہ عرب امارات، بحرین، مراکش اور سوڈان نے اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کیے، جس کا جواز امن، ترقی، اور علاقائی استحکام کے نعرے سے دیا گیا۔ اس معاہدے کے اہداف محض ظاہری امن تک محدود نہیں، بلکہ اس کے پس پردہ امریکہ کے ذریعے اسرائیلی مفادات، عرب دنیا کی داخلی کمزوریاں اور اسلامی دنیا کی وحدت کو متاثر کرنے والے عوامل کارفرما ہیں۔ اس تحقیقی مطالعہ میں معاہدے کے تاریخی پس منظر، ظاہری و خفیہ اہداف، اسلامی دنیا پر اثرات، ممکنہ چیلنجز، اور اس کی شرعی حیثیت کا علمی اور فقہی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

نتائج البحث

1. معاہدہ ابراہیمی صرف ایک امن معاہدہ نہیں بلکہ ایک وسیع تر جغرافیائی، سیاسی اور تہذیبی منصوبہ ہے۔
2. اس معاہدے کے پیچھے امریکہ اور اسرائیل کا مفاد، مشرق وسطیٰ میں اثر و رسوخ بڑھانا اور ایران کو گھیرنا ہے۔
3. عرب ریاستوں کی اسرائیل سے قربت، فلسطینی کاز کو کمزور اور امت مسلمہ میں نظریاتی انتشار پیدا کر رہی ہے۔
4. معاہدے کے تحت اسرائیل کو تسلیم کرنا، اس کے قبضے اور مظالم کو عملاً قبول کرنے کے مترادف ہے۔

⁽³⁸⁾ المفتی حسن ہامون ولجنتہ من علماء دارالافتاء المصریہ، فتویٰ بذیل: الصلح مع الیہود والمعاهدات مع الدول المعادیة، جمادی الأولى 1375 ھ - 8 یونیورسٹی 1956 م۔

⁽³⁹⁾ سورۃ آل عمران 3: 19، 85:3

⁽⁴⁰⁾ سورۃ النساء 4: 46

⁽⁴¹⁾ سورۃ الاحزاب 33: 40

⁽⁴²⁾ سورۃ التمتین 2: 60، 4: 60

⁽⁴³⁾ سورۃ التوبہ 9: 33

5. یہ معاہدہ عالم اسلام کی وحدت، خود مختاری، اور نظریاتی اساس کو نقصان پہنچانے کا ذریعہ بن رہا ہے۔
6. شرعی لحاظ سے ایسے معاہدات کی حیثیت قابل غور ہے، خصوصاً جب وہ ظالم قوت کو تقویت اور مظلوم کو کمزوری دیں۔
7. معاہدہ ابراہیمی نے اسرائیل کو عرب دنیا میں قانونی حیثیت دی جبکہ اس سے قبل اسرائیل کی حیثیت ایک قابض ریاست کی تھی۔
8. ابراہیمی نام رکھ کر وحدت ادیان کے باطل نظریے کو مسلم دنیا میں فروغ کا مذموم مقصد بھی اس میں کار فرما ہے۔

تجاویز و سفارشات

1. مسلم ممالک کو اسرائیل جیسے قابض ریاست کے ساتھ تعلقات قائم کرنے سے قبل امت مسلمہ کے اجتماعی مفاد کو مد نظر رکھنا چاہیے۔
2. فلسطینی عوام کے حق خود ارادیت اور ان کی مکمل آزادی کے بغیر کسی بھی معاہدے کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں ناجائز سمجھا جانا چاہیے۔
3. اسلامی ممالک کو ایک مشترکہ پالیسی وضع کرنی چاہیے تاکہ اسرائیل کے ساتھ تعلقات کا فیصلہ اجتماعی طور پر کیا جاسکے، انفرادی طور پر نہیں۔
4. علماء، دینی اداروں اور اسلامی تحریکوں کو چاہیے کہ وہ امت کو معاہدہ ابراہیمی کے خطرات سے آگاہ کریں۔
5. مسلمانوں کو میڈیا، تعلیم اور سماجی بیداری کے ذریعے اسرائیل کی حقیقت اور صہیونی ایجنڈے سے آگاہی دی جائے۔
6. بین الاقوامی سطح پر مظلوم فلسطینی عوام کی سیاسی، مالی اور اخلاقی حمایت جاری رکھی جائے۔
7. اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ کسی ایسے معاہدے میں شامل ہونے سے گریز کریں جو ان کی دینی، تہذیبی اور نظریاتی اساس کو نقصان پہنچاتا ہو۔